عورتوں کے حقوق: حدیث بریرہؓ کی روشنی میں

Women's rights in perspective of Bareera's Hadith

ڈاکٹر ابظاہر خان[i] محمد جان[ii]

Abstract

Feminisiam is the most scopic and extraordinary in focus topic of the new era. The west has been standing with the viewpoint that it has provided women with all the rights and secured them from every sort of cruelty and injustice.

Islam has been the pioneer position to identify the rights of women. Before Islam, the women were in the grip of traditional violence. In contrast, they were given a due place in society and law by they glorious religion of Islam. In the present day, the slogan is often raised that the west has secured the rights of women. But in the real sense, Islam has taken the first step in the matter which has been explained in detail in the under reference article.

Key words: *Feminisiam ,Islam, women, Rights, Hadith, Cruelty, Glorious Religion*

عصر حاضر میں بعض لوگ اپنے آپ کو حقوق نسواں کا سب سے بڑا علمبردار سمجھتے ہیں۔ وہ پوری دنیا کو یہ باور کرا رہے ہیں کہ عورت کے ساتھ دنیا کے ہر مذہب اور تہذیب نے ظلم کیا ہے، اور انسانی تاریخ میں پہلی بار وہ عورت کے نجات دہندہ کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں۔ دیگر مذاہب اور تہذیبوں سے قطع نظر اسلام کے بارے میں یہ کہنا کہ اس نے عورت کو اس کے قرار واقعی حقوق نہیں دیے، سراسر ایک بے بنیاد پروپیگنڈہ ہے۔ اسلام ایک ایسے وقت میں عورت کے نجات دہندہ کی

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii ایم فل سکالر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

حیثیت سے سامنے آیا تھا، جب دنیا کی دیگر تمام تہذیبوں میں وہ ظلم و ستم اور استحصال کا شکار تھی۔ مرد وزن کے حقوق کے اساسی تصور اور فلسفے میں فرق کے باوجود آج بھی دنیا ان اعلیٰ اور پاکیزہ تعلیمات واقدار تک نہیں پہنچی، جن کو اسلام نے نظریاتی طور پر بیان کیا اور محمد ﷺ نے اس کا عملی نمونہ پوری دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یوں تو قرآن وسنت کے ایک بڑے ذخیرے کا تعلق حقوق نسواں سے ہے، تاہم اس سلسلے میں حدیث بریرہ ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ اس مقالے میں ہم حقوق نسواں کے حوالے سے حدیث بریرہ پر روشنی ڈالیں گے؛ تاکہ اس سے اسلام میں عورت کے حقوق واضح اور نکھر کر سامنے آجائیں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا تعارف

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں [1]۔ آپ کی تاریخِ پیدائش کے بارے میں کوئی معلومات طَبقات کی کتابوں میں موجود نہیں۔ آزادی سے پہلے آپ کے آقا کون تھے؟ اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، لیکن طبقات کی کتابوں میں کوئی راجح قول موجود نہیں۔ حالتِ غلامی میں آپ کی شادی بنومُطیع کے ایک غلام مُغیث سے ہوئی تھی [2]۔ آزادی سے پہلے آپ حضرت عائشہ رضی اللہ کی خدمت بھی کرتی تھی [3]۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو آزاد کیا، تو آپ نے مُغیث سے جدائی اختیار کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب فہم وفراست سے نوازا تھا۔ مدینہ میں سلطنتِ بنوامیہ کے عظیم فرمانروا عبدالملک بن مروان آپ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نے ان کی صفات کو دیکھ کر تاڑ لیا کہ وہ ایک دن بادشاہ بنیں گے۔ آپ نے یہ بات اسے بتادی اور ساتھ یہ نصیحت بھی کی کہ ناحق خون بہانے سے خود کو بچائے [4]۔ آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کے عہدِ خلافت کے آغاز یعنی سن ۴۰ یا ۴۱ھ تک حیات رہیں [5]۔

تخریجِ حدیثِ بریرہ رضی اللہ عنہا

صحیح بخاری و مسلم سمیت حدیث کی تمام مشہور متون میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی آزادی کا قصہ آیا ہے۔ حدیث کی صحت اور ضعف کے حوالے سے سب سے زیادہ کڑی شرائط ان

دو کتابوں کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو حدیث ان میں موجود ہو، وہ صحت کے اعلی مرتبے پر فائز ہوتی ہے۔اس لیے ہم ذیل میں حدیث بریرہ کی مختصر تخریج صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے پیش کرتے ہیں:

صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث چار صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے: حضرت عائشہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت، جس میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی آزادی سے متعلق کوئی بات موجود ہے، مختلف اجمالی و تفصیلی متون اور متعدد اسانید کے ساتھ صحیح بخاری میں تقریباً ۲۴ مقامات پر[6]، جبکہ صحیح مسلم میں ۱۱ مقامات پر مذکور ہے[7]۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت صرف صحیح بخاری میں ۴ مقامات پر اجمالا اور تفصیلا موجود ہے[8]۔ان کی روایت بنیادی طور پر حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے آزاد ہونے کے بعد پیش آمدہ صورتِ حال پر روشنی ڈالتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جن روایات میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے عتق کا واقعہ موجود ہے، وہ بہت مختصر ہیں۔ایسی روایات صرف صحیح بخاری میں تین مقامات پر آئی ہیں[9]، صحیح مسلم میں یہ موجود نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مختصر حدیث صرف صحیح مسلم میں موجود ہے[10]، صحیح بخاری نے اس سلسلے میں آپ کی کسی حدیث کو نقل نہیں کیا ہے۔

حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کا متن

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا، صرف صحیح بخاری اور مسلم میں حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کی متون اور اسانید بہت زیادہ ہیں۔ ان تمام کا نقل کرنا طوالت کا سبب بنے گا؛ اس لیے ہم یہاں پر حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ایسی دو روایات کا ذکر کرتے ہیں، جس سے اس پورے واقعے پر تفصیلی روشنی پڑتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ، فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي. فَقُلْتُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ

وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ. فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا، فَقَالَتْ لَهُمْ، فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ. فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: (خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ). فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ! مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)[11].

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي، وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعبَّاسٍ: (يَا عَبَّاسُ! أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا). فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَوْ رَاجَعْتِهِ!). قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: (إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ). قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ[12].

اب ہم مذکورہ بالا متون کو اصل بنا کر حدیثِ بریرہ کا ایک جامع ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ اس ترجمہ میں مذکورہ بالا دو متون کے علاوہ دیگر متون میں جو اضافے ہیں، ان کے حوالہ جات ہم نے حاشیہ پر نقل کر دیے ہیں۔ جہاں تک متون میں اختلافات کا تعلق ہے، انھیں ہم نے طوالت کی وجہ سے نظر انداز کیا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے قوسین میں توضیحی الفاظ اور جملے بھی درج کیے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ بریرہ میرے پاس آئی، اور کہنے لگی: 'میں نے اپنے اہل (مالکوں) سے (قسط وار) ۹ اوقیہ کے عوض عقدِ کتابت کی، ہر سال میں ایک اوقیہ (ان کو ادا کروں گی)، اس لیے (بدلِ کتابت کی ادائیگی میں) میری مدد کیجیے'۔ میں نے کہا: 'اگر آپ کے لوگ پسند کرتے ہیں کہ میں انھیں (آپ کے بدل کتابت) کی یکمشت ادائیگی کروں، اور آپ کی ولاء مجھے ملے گی، تو میں ایسا کرنے کے لیے تیار ہوں'۔ سو (یہ بات سن کر) وہ اپنے اہل (مالکوں) کے ہاں (واپس) چلی گئی، اور ان سے (یہی) بات کی۔ انھوں نے اس سے انکار کیا اور کہا: 'ہم آپ کو اس شرط پر بیچیں گے کہ (آزاد کرنے کی صورت میں) اس کا ولاء ہمارے لیے ہو گا'[13]۔ (یہ سن کر) وہ ان کے

ہاں سے (واپس) آئی، حالیکہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ وہ کہنے لگی: 'میں نے انھیں (آپ کی) وہ پیش کش کی، لیکن انھوں نے سوائے اس بات کے (ہر چیز سے) انکار کیا کہ ولاء انھی کے لیے ہوگی۔ نبی علیہ السلام نے (دور سے کچھ) بات سنی۔ پھر (جب وہ قریب آئے تو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انھیں (پورے معاملے سے) آگاہ کر دیا۔ (پوری بات سن کر) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: '(کوئی بات نہیں) تو اسے خرید لے، اور ان کے لیے ولاء کی شرط بھی لگا لے (کیونکہ اس شرط کا کوئی اعتبار نہیں)، پھر اس کو آزاد کر لے[14]؛ کیونکہ ولاء اس شخص کے لیے ہے جو آزاد کر دے'۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ شام کو اٹھے[15]، (مسجد چلے گئے اور وہاں) منبر پر چڑھے[16]، پھر اللہ تعالی کی خوب حمد وثنا کی اور ارشاد فرمایا: 'اما بعد! لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ (خرید وفروخت کے وقت) ایسی شرائط لگاتے ہیں، جن کا ذکر اللہ کی کتاب میں نہیں (یعنی جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں)، جو کوئی بھی ایسا شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے، چاہے وہ (ایسی) ۱۰۰ شرائط لگائے، اللہ تعالی کا فیصلہ سب سے زیادہ برحق ہے، اور اللہ تعالی کی شرط سب سے زیادہ قابل اعتبار ہے (تو جو شرط اللہ تعالی نے نہیں لگائی، بندوں کو اس کے لگانے کا حق نہیں)، اور ولاء اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا'[17]۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ نے بریرہ کو آزاد کیا، تو آنحضرت ﷺ نے انھیں بلایا اور اسے اپنے شوہر سے (علاحدگی) کا اختیار دیا۔ (یہ سن کر) اس نے کہا: 'اگر وہ (یعنی میرا شوہر) مجھے یہ اور یہ (یعنی مال ومتاع کی ایک بڑی مقدار) بھی دیں تو بھی میں اس کے ساتھ نہ رہوں'۔ اور اس سے علاحدگی اختیار کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"بریرہ کا شوہر غلام تھا، اسے مغیث کہا جاتا تھا۔ گویا وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ اس (بریرہ) کے پیچھے مدینہ کے گلیوں کوچوں میں پھر رہا ہے، اور اس کے آنسو اس کی ڈاڑھی پر (زاروقطار) بہہ رہے ہیں۔ (یہ منظر دیکھ یا سن کر) نبی علیہ السلام نے عباس سے کہا: اے عباس! کیا آپ بریرہ سے مغیث کی محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر حیران نہیں ہیں!۔ (پھر) نبی علیہ السلام نے (بریرہ کو بلوا کر اس سے) کہا: 'اگر تم اس (مغیث) کے پاس واپس چلی جاؤ!' (تو کتنا اچھا ہو)۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا

آپ مجھے (مراجعت کا) حکم دے رہے ہیں'؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں!) میں تو (صرف) سفارش کررہاہوں'۔ اس نے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کی اہمیت

حدیث بریرہ ایک عظیم حدیث ہے، جس میں شریعت کے بہت سارے اصول و قواعد اور احکام و فوائد کا بیان ہے[18]۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ محدثین اور فقہا کی ایک کثیر تعداد نے اسے اپنے غور و خوض کا موضوع بنایا ہے، اور بعض حضرات نے تو اس حدیث کی شرح میں باقاعدہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ امام نوویؒ نے اس سلسلے میں امام ابن خزیمہ[19] اور امام ابن جریر طبری[20] رحمہا اللہ کی دو بڑی تصنیفات کا ذکر کیا ہے[21]۔ امام بدرالدین ابن جماعہ[22] کی ایک تصنیف الفوائد الغزيرة في حديث بريرة کا ذکر بھی موجود ہے[23]۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ حدیث سے مختلف مسائل کا استنباط کرتے ہیں، اور اپنے استنباط کی طرف اشارہ اپنے تراجم ابواب یعنی ابواب کے عناوین (Headings) میں کرتے ہیں۔ اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے تقریبا ۲۰ سے زیادہ مقامات پر حدیث بریرہ سے مختلف فقہی ابواب کے ذیل میں استدلال کیا ہے۔ اسی طرح تقریبا اکثر اکابر شارحین حدیث رحمہم اللہ نے بہت سارے فقہی ابواب سے متعلقہ مسائل پر حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کی روشنی میں بحث کی ہے۔ اس حوالے سے شروح حدیث کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے، تو حدیثِ بریرہ میں ہمیں مساجد، صدقہ و خیرات، مکاتبت، بیوع، شروط، طلاق و تفریق، عتق وولاء، ہبہ و ہدیہ، وراثت، شفاعت، اطعمہ وغیرہ جیسے فقہی ابواب و فصول سے متعلق فقہی مسائل کی ایک کثیر تعداد نظر آئے گی۔ جہاں تک خواتین کے حقوق سے متعلقہ مسائل ہیں، اس حدیث کے ذیل میں شارحین نے اس کی طرف خصوصی توجہ کی ہے۔

حقوقِ نسواں: حدیثِ بریرہ کی روشنی میں

غلاموں سے متعلقہ اسلامی شریعت کے احکامات پر ایک نظر ڈالنے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اسلام غلامی کا حامی نہیں۔ اور وہ بتدریج غلامی کے خاتمے کے لیے کوشاں ہے[24]۔

تاہم غلامی جب تک موجود رہی، تو دنیا کی دیگر قدیم تہذیبوں کے برخلاف، اسلام نے اس کو بھی قانون کا پابند بنایا، اور اپنی عالمگیر اور عدل وانصاف پر مبنی تعلیم میں غلاموں کے لیے بھی حقوق وضع کیے۔ عورت اگر باندی ہو تو اس حالت میں بھی اسلام نے اس کو بہت سارے حقوق دیے ہیں۔ ان حقوق کی تفصیل کتبِ فقہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ حدیثِ بریرہ رضی اللہ عنہا سے ان میں سے چند حقوق پر روشنی پڑتی ہے۔ ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

1. باندی کی آزادی کے لیے اس کے ساتھ عقدِ کتابت جائز ہے، جس طرح غلام کے ساتھ جائز ہے[25]۔
2. باندی اگر شادی شدہ بھی ہو تب بھی اس کے ساتھ عقدِ کتابت جائز ہے، چاہے اس کا شوہر اجازت نہ دے[26]۔
3. غلام شوہر کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے باندی بیوی کو عقدِ کتابت سے روکے، چاہے اس کی وجہ سے انجام کار ان دونوں میں جدائی واقع ہو[27]۔
4. اسی طرح غلام شوہر کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی باندی بیوی کے آقا کو اس کے آزاد کرنے سے روکے، چاہے اس آزادی کی وجہ سے ان دونوں کا نکاح قائم نہ رہے[28]۔
5. باندی پر اپنے غلام شوہر کی خدمت بھی واجب نہیں[29]۔
6. باندی کے ساتھ جب عقدِ کتابت کی جائے، تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کتابت کی رقم لوگوں سے مانگے، یا خود جائز طریقے سے کمائے[30]۔
7. باندی کے ساتھ جب عقد کتابت کی جائے، تو مالک کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے جائز کمائی سے روکے، تاکہ اس سے وہ اپنا بدلِ کتابت ادا کرسکے[31]۔
8. باندی کی خبرِ واحد مقبول ہے، جس طرح غلام کی مقبول ہے[32]۔
9. آزادی کے بعد عورت کو کون کون سے حقوق اسلام عطا کرتا ہے، یا پہلے سے ہی ایک آزاد عورت کے حقوق کیا ہیں، ان کی فہرست بھی کافی طویل ہے۔ تاہم حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کی روشنی میں جو حقوق واضح طور پر سامنے آتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

10. باندی جب آزاد ہو جائے، تو اگر اس کا شوہر غلام ہو تو بالاتفاق اسے یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ چاہے تو اپنے شوہر سے جدائی اختیار کرے، چاہے اس جدائی سے اس کے شوہر کا نقصان بھی ہوتا ہو[33]۔ اور اگر اس کا شوہر بھی آزاد ہو جائے، تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس حالت میں بھی اسے یہ اختیار حاصل ہو گا، جبکہ دیگر ائمہ فقہ کے اس کے قائل نہیں۔

11. باندی کو جب آزادی مل جائے تو وہ اپنے معاملات میں خود مختار ہو جاتی ہے۔ اس کو آزاد کرنے والا شخص اس کے کسی بھی جائز تصرف پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا[34]۔

12. آزاد ہونے کے بعد باندی اپنے کمائے ہوئے مال میں اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے، اگر اس کا شوہر ہو[35]۔

13. اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے، اور بیوی اس اختیار کی بنیاد پر خود کو طلاق دے، تو طلاق واقع ہو جائے گی[36]۔

14. عورت جب ثیبہ ہو تو نکاح کے سلسلے میں کوئی اس پر زبردستی نہیں کر سکتا[37]۔

15. جس طرح مرد کے لیے یہ جائز ہے کہ جو کام وہ خود نہیں کر سکتا، اسے کسی دوسرے شخص کو سونپ سکتا ہے، اسی طرح عورت کے لیے بھی یہ جائز ہے[38]۔

16. عقل مند عورت کے لیے اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر بیع وشرا اور اعتاق وغیرہ کے ذریعے تصرف کرنا جائز ہے[39]۔

17. عورت اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں کسی قابل اعتماد شخص سے سرگوشی کر سکتی ہے[40]۔

18. عورت بیع وشراء کے معاملات میں اجنبی لوگوں سے مراسلت کر سکتی ہے[41]۔

19. حاکم کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کے حق میں جائز فیصلہ کرے، اور اس کے حق میں گواہی بھی دے[42]۔

20. آزاد عورت کی خبر واحد بھی مقبول ہے، جس طرح آزاد مرد کی خبر واحد مقبول ہے[43]۔

21. بچے کی نسبت ماں کی طرف جائز ہے[44]۔

22. کسی شخص کے اہل خانہ کو اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز ہدیے (Gift) میں دینا جائز ہے، اور عورت کے لیے اس کا قبول کرنا جائز ہے[45]۔

23. اگر عورت کو اپنے شوہر سے نفرت ہو، تو اس کے ولی کے لیے جائز نہیں کہ اسے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے پر مجبور کرے۔ اور جب ان کے درمیان محبت کا رشتہ ہو تو پھر ولی کے لیے جائز نہیں کہ ان کے درمیان تفریق پیدا کرے[46]۔

24. میاں بیوی کے درمیان محبت اور نفرت کا جذبہ غیر اختیاری ہے؛ اس لیے اس سلسلے میں ان دونوں کو ملامت کرنا یا عار دلانا درست نہیں[47]۔

25. عورت سے اگر کسی جائز معاملے میں بھی سفارش کی جائے، تو وہ اس سفارش کو رد کر سکتی ہے، چاہے سفارش کرنے والا کتنے بڑے مقام اور مرتبہ پر فائز کیوں نہ ہو؛ کیونکہ جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ نے ایک جائز معاملے میں سفارش کی اور آپ نے اسے قبول نہیں کیا، تو کسی نے آپ کو اس معاملے میں گناہ گار نہیں ٹھہرایا۔

خلاصہ

اسلام نے جس طرح کے حقوق مردوں کو دیئے ہیں اس طرح عورتوں کو بھی دیئے۔ آزاد لوگوں کی طرح غلاموں کو بھی حقوق سے نوازا ہے جس کا اندازہ اسی ایک حدیث اور واقعہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلام پر یہ اعتراض بے جا ہے کہ اس میں عورتوں کی حق تلفی کی گئی ہے اور انہیں مردوں کے مساوی حقوق نہیں دیئے جاتے۔ بلکہ یہ دعویٰ تو اسلام کی طرف سے ہونا چاہیئے کہ اسلام نے عورتوں کو جو مقام و مرتبہ اور حقوق دیئے ہیں اتنے کسی اور مذہب یا قوم نے نہیں دیئے۔

حواشی و حوالہ جات

1 ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت، طبع اول، سن اشاعت، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء

2 الاستیعاب ۴: ۱۷۹۵، ترجمہ (۲۴۷۵)

3 فتح الباری ۴: ۴۵، حدیث (۲۵۶۱)

4 الاستیعاب ۴: ۱۷۹۵، ترجمہ (۳۲۵۴)

5احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری ۴: ۴۵، حدیث (۲۵۶۲) المکتبۃ الحقانیۃ، محلہ جنگی، پشاور

6 الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۴۵۶)،(۱۴۹۳)،(۲۱۶۸)،(۲۵۳۶)،(۲۵۶۰)،(۲۵۶۱)،(۲۵۶۲)، (۲۵۶۳)،(۲۵۶۴)،(۲۵۷۸)،(۲۷۱۷)،(۲۷۲۶)،(۲۷۲۹)،(۲۷۳۵)،(۵۰۹۷)،(۵۲۹۷)،(۵۲۸۴)، (۵۴۳۰)،(۶۷۱۷)،(۶۷۵۱)،(۶۷۵۴)،(۶۷۵۷)، (۶۷۵۸)

7ابوالحسین مسلم بن الحجاج القُشَیری المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، مع شرح النووی ،کتاب العتق، باب بیان ان الولاء لمن اعتق، حدیث نمبر (۳۷۷۴-۳۷۸۴)، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، اشاعتِ دوم، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء

8 الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر (۵۲۸۰۔۵۲۸۱)،(۵۲۸۳-۵۲۸۴)

9 الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر (۲۱۶۹)،(۲۵۶۲)،(۶۷۵۹)

10 صحیح مسلم، کتاب العتق، باب بیان ان الولاء لمن اعتق، حدیث نمبر: (۳۷۷۵)

11الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۲۱۶۸)

12الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۵۲۸۳)

13 یہ جملہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے لیا گیا ہے، الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۲۱۶۹)

14 آزادی کا ذکر اس روایت میں نہیں، جسے ہم نے اصل بنایا ہے، اس کے لیے دیکھیے: الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۴۵۶)

15شام کے وقت کا ذکر اصل میں نہیں، اس کے لیے دیکھیے: الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۲۱۵۵)

16 منبر پر چڑھنے کا ذکر اصل میں نہیں، اس کے لیے دیکھیے: الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۴۵۶)

17 حضرت عائشہ کی جس روایت کو ہم نے اصل بنایا تھا وہ یہاں پر ختم ہو جاتا ہے۔ اگلے حصے کے لیے ملاحظہ کیجیے: الجامع الصحیح، البخاری، حدیث نمبر: (۲۵۳۶)

18شرح مسلم للنووی ۴: ۵۴۹، ۵۵۴

19 پورا نام محمد بن اسحاق بن خزیمہ السلمی، کنیت ابو بکر ہے۔ فقیہ و مجتہد اور حدیث کے بڑے امام تھے۔ علم کی تحصیل کے لیے عراق، شام اور جزیرہ کا سفر کیا۔ امام تاج الدین سبکی نے آپ امام الائمہ کا لقب دیا ہے۔ ۱۴۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے صحیح ابن خزیمہ بہت مشہور ہے۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور وہیں پر وفات پائی۔ (خیر الدین بن محمود الزرکلی، الأعلام ۶: ۲۹، دار العلم للملایین، پندرھویں اشاعت، مئی ۲۰۰۲ء)

20 پورا نام محمد بن جریر بن یزید الطبری، کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ ایک بڑے مفسر اور مؤرخ امام ہیں۔ طبرستان کے علاقے آمل میں پیدا ہوئے۔ بغداد کو اپنا وطن بنایا اور وہاں وفات بھی پائی۔ عہدہ قضا و مظالم کی پیش کش بھی ہوئی، لیکن ٹھکرا دیا۔ آپ خود ایک مجتہد امام تھے اور کئی لوگوں نے آپ کے فقہی آراء کی تقلید بھی کی ہے۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن اور اخبار الرسل والملوک، جو تاریخ طبری کے نام سے معروف ہیں، آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

(الاعلام٦: ٦٩-٧٠)

21 شرح مسلم للنووی٤: ٤٥٤

22 آپ کا پورا نام محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الحموی الشافعی ہے۔ بدر الدین آپ کا لقب اور ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ علمِ حدیث اور دیگر تمام دینی علوم پر دسترس حاصل تھی۔ قاضی بھی رہے اور آپ کا شمار بہترین قاضیوں میں ہوتا تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ حَماۃ میں پیدا ہوئے اور مصر میں وفات پائی۔ (الاعلام٥: ٢٩٧-٢٩٨)

23 الأعلام٥: ٢٩٥۔ علامہ زرکلی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب مخطوطہ کی صورت میں موجود ہے، اور اس کا ایک حصہ دمشق میں المکتبۃ العربیۃ میں ہے۔

24 اس موضوع کو تفصیل سے ملاحظہ کیجیے: اسلام میں غلامی کی حقیقت، سعید احمد اکبر آبادی، ادارہ اسلامیات، لاہور

25 شرح مسلم للنووی٤: ٤٥٤

26 فتح الباری٤: ٤٨، حدیث(٢٦٥٣)

27 ایضاً

28 ایضاً٤: ٤٩، حدیث(٢٦٥٣)

29 ایضاً

30 ایضاً

31 فتح الباری٤: ٤٨٠، حدیث(٥٢٨٤)

32 ایضاً٤: ٤٩، حدیث(٢٥٦٣))

33 شرح مسلم للنووی٤: ٥٥٥

34 فتح الباری٦: ٤٨١، حدیث(٥٢٨٤)

35 ایضاً

36 فتح الباری٤: ٤٨، حدیث(٢٦٥٣)

37ایضاً

38 فتح الباری ۴: ۴۹، حدیث(۲۵۶۳)

39 شرح مسلم للنووی ۴: ۵۵۵

40 فتح الباری ۴: ۴۹، حدیث(۲۵۶۳)

41ایضاً

42ایضاً

43 فتح الباری ۴: ۴۹، حدیث(۲۵۶۳)

44 فتح الباری ۶: ۴۸۲، حدیث(۵۲۸۴)

45ایضاً

46 فتح الباری ۶: ۴۸۲، حدیث(۵۲۸۴)

47ایضاً